قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 20 فروری 2020ء | 25 جمادی الثانی 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 44

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ (الحشر:19)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

نیکی اور گناہ میں فرق

حضرت وابصہ بن معبدؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تم نیکی کے متعلق پوچھنے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا۔ اپنے دل سے پوچھ۔ نیکی وہ ہے جس پر تیرا دل اور تیرا جی مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تیرے لئے اضطراب کا موجب بنے اگرچہ لوگ تجھے اس کے جواز کا فتویٰ دیں اور اسے درست کہیں۔

(مسند احمد جلد 4 ، صفحہ 227)

فرمان خلیفہ وقت

اپنی اولاد کی بہترین تربیت کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”والدین کو حکم ہے کہ اپنی اولاد کی بہترین تربیت کرو...

پس ہمیں اس طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے کہ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں،اُن کو وقت دیں،اُن کی پڑھائی کی طرف توجہ دیں،اُن کو جماعت کے ساتھ جوڑنے کی طرف توجہ دیں ۔اپنے گھروں میں ایسے ماحول پیدا کریں کہ بچوں کی نیک تربیت ہورہی ہو ۔بچے معاشرے کا ایک اچھا حصہ بن کر ملک و قوم کی ترقی میں حصہ لینے والے بن سکیں۔

اُن کی بہترین پرورش اور تعلیم کی ذمہ داری بہرحال والدین پر ہے۔پس والدین کو ...بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔باپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بچوں کی تربیت کا کام صرف عورتوں کا ہے اور نہ مائیں صرف باپوں پر یہ ذمہ داری ڈال سکتی ہیں۔یہ دونوں کا کام ہے اور بچے اُن لوگوں کے ہی صحیح پرورش پاتے ہیں جن کی پرورش میں ماں اور باپ دونوں کا حصہ ہو،دونوں اہم کردار ادا کرہے ہوں۔“

(خطبہ جمعہ مورخہ 26جولائی 2013ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

متقی کو آئندہ زندگی یہیں دکھلائی جاتی ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

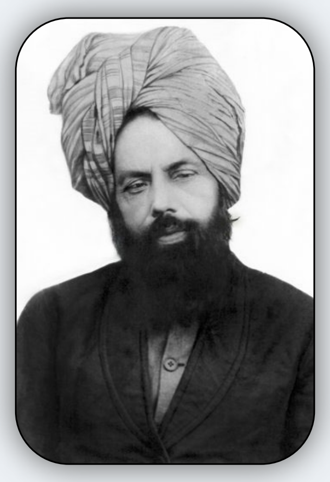

” سو یہ ایک نعمت ہے کہ ولیوں کو خدا کے فرشتے نظر آتے ہیں آئندہ کی زندگی محض ایمانی ہے لیکن ایک متقی کو آئندہ کی زندگی یہیں دکھلائی جاتی ہے ۔ انہیں اسی زندگی میں خدا ملتا ہے۔ نظر آتا ہے۔ ان سے باتیں کرتا ہے سو اگر ایسی صورت کسی کو نصیب نہیں تو اس کا مرنا اور یہاں سے چلے جانا نہایت خراب ہے۔ ایک ولی کا قول ہے کہ جس کو ایک خواب سچا عمر میں نصیب نہیں ہوا اس کا خاتمہ خطرناک ہے جیسے کہ قرآن مومن کے یہ نشان ٹھہراتا ہے۔ سنو! جس میں یہ نشان نہیں اس میں تقویٰ نہیں۔ سو ہم سب کی یہ دعا چاہیے کہ یہ شرط ہم میں پوری ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام، خواب ، مکاشفات کا فیضان ہو کیونکہ یہ مومن کا خاصہ ہے۔سو یہ ہونا چاہیے۔

بہت سی اور بھی برکات ہیں جو متقی کو ملتی ہیں مثلاً سورۂ فاتحہ میں جو قرآن کے شروع میں ہی ہے اللہ تعالیٰ مومن کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ دعا مانگیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾ (الفاتحہ:7,6) یعنی ہمیں وہ راہ سیدھی بتلا ان لوگوں کی جن پر تیرا انعام وفضل ہے۔ یہ اس لئے سکھلائی گئی کہ انسان عالی ہمت ہو کر اس سے خالق کا منشاء سمجھے اور وہ یہ ہے کہ یہ امت بہائم کی طرح زندگی بسر نہ کرے بلکہ اس کے تمام پردے کھل جاویں جیسے کہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ولایت بارہ اماموں کے بعد ختم ہوگئی ۔ برخلاف اس کے اس دعا سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے پہلے سے ارادہ کر رکھا ہے کہ جو متقی ہو اور خدا کی منشاء کے مطابق ہے تو وہ ان مراتب کو حاصل کر سکے جو انبیاء اور اصفیاء کو حاصل ہوتے ہیں ۔ اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ انسان کو بہت سے قویٰ ملے ہیں جنھوں نے نشوونما پانا ہے اور بہت ترقی کرنا ہے۔ ہاں ایک بکرا چونکہ انسان نہیں اس کے قویٰ ترقی نہیں کر سکتے ۔ عالی ہمت انسان جب رسولوں اور انبیاء کے حالات سنتا ہے تو چاہتا ہے کہ وہ انعامات جو اس پاک جماعت کو حاصل ہوئے اس پر نہ صرف ایمان ہی ہو بلکہ اسے بتدریج ان نعماء کا علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین ہو جاوے۔“

(ملفوظات جلداوّل نیوایڈیشن ص17)

اس شمارہ میں

- حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت اور غیروں کا اعترافِ حقیقت
- حضرت ابو الخیر محمد عبدالحق احمدیؓ آف ترچنا پلی
- نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر محمد عبدالسلام کی خود نوشت داستان حیات
- سالانہ امن کانفرنس ۔ڈنڈی اسکاٹ لینڈ
- عبدالکریم قدسی کی شگفتہ شاعری

رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے اخلاق

حضرت بلالؓ کو بھی مدینہ ہجرت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپؓ ابتدائی ہجرت کرنے والوں میں حضرت عمارؓ اور حضرت سعدؓ کے ساتھ مدینہ پہنچے۔ ابتدائی زمانے میں مدینہ کی آب وہوا انہیں راس نہیں آئی اور مکہ کی یاد بھی بہت ستاتی تھی۔ اس زمانہ کے متعلق حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں اپنے والد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ کی بیماری کا سن کر رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے ان کی خبرگیری کے لئے گئی ۔ دیکھا کہ وہ بیمار ہونے کی حالت میں پڑے ہیں۔ بلالؓ سے ان کا حال پوچھا تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ ھَلْ اَبِیْتَنَّ لَیْلَۃً بِوَادٍ وَ حَوْلِیْ اِذْخِرٌ وَ جَلِیْلٗ
وَھَلْ اَرِدَنْ یَوْمًا مِّیَاہَ مَجِنَّۃٍ وَھَلْ یَبْدُوَنْ لِیْ شَامَۃٌ وَطَفِیْلٗ

اے کاش! کیا کبھی وہ دن بھی آئے گا جب میں پھر اس وادی (اپنے پیارے وطن مکہ) میں کوئی رات گزار سکوں گا اور میرے آس پاس اذخر اور جلیل گھاس ہوگی اور کیا کبھی وہ دن بھی آئے گا جب میں مجنّہ کے چشموں پر وارد ہوں گا اور شامہ اور طفیل کے علاقے پھر میرے سامنے ہوں گے۔

آنحضرت ﷺ کو جب بلالؓ کی یہ حالت حضرت عائشہؓ نے جاکر بتائی تو رسول اللہ ﷺ کی طبیعت میں دعا کی طرف توجہ ہوئی۔ آپؐ نے آسمان کی طرف دیکھ کر دُعا کی کہ ’’اے اللہ! مدینہ کو ہماری نگاہوں میں اسی طرح محبوب بنا دے جیسے مکہ کو بنایا تھا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اے اللہ! مدینہ کے صاع اور مد میں برکتیں عطا فرما اور اس کی بیماری اور وباء کو جحفہ کی طرف منتقل فرما۔ (بخاری کتاب المرضیٰ باب من دعا برفع الوباء۔ مسند احمد جلد6 ص221 قاہرہ)

مدینہ میں حضرت بلالؓ کی بڑی سعادت اسلام کا پہلا مؤذن ہونے کی خدمت ہے۔ (اسد الغابہ جلد1 ص130) اس سے قبل مسلمان نماز کے لئے وقت کا اندازہ کیا کرتے تھے۔ مدینہ میں جب زیادہ لوگ جمع ہوگئے تو تجویزیں ہونے لگیں کہ نماز کے وقت میں ناقوس بجایا جائے یا قرنا (سینگ) پھونکا جائے۔ (ترمذی کتاب الصلاۃ باب بدء الاذان) یہ مشورے ہورہے تھے کہ حضرت عبداللہؓ بن زید نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ ایک شخص اذان کے کلمات مجھے سناتا ہے۔ ابن ہشام اس حوالے سے ایک روایت درج کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے وہ رؤیا سن کر حضرت بلالؓ کو یاد کیا۔ اور عبداللہؓ سے فرمایا کہ بلال کے ساتھ کھڑے ہوکر یہ کلمات بتاتے جائیں کیونکہ بلال کی آواز بہت اونچی ہے اور لمبی سانس کے ساتھ یہ آواز کو لمبا بھی کرلیتے ہیں۔ (ابن ہشام جلد1 ص508۔ اسد الغابہ جلد1 ص612) یوں بلالؓ اسلام کے پہلے مؤذن ٹھہرے اور اپنی بلند، خوبصورت آواز کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی زندگی میں اذان کی یہ سعادت سفر و حضر میں انہیں کو نصیب ہوتی رہی۔

رسول اللہ ﷺ کے اس قرب اور صحبت کے نتیجہ میں بلالؓ نے اعلیٰ تربیت کے بہت مواقع پائے۔ رسول اللہؐ انہیں سمجھاتے تھے کہ بلال! جب اذان کہو تو ذرا آواز کو لمبا کرکے کلمات دہرا کر کہا کرو تاکہ دُور تک آواز پہنچے اور اقامت ذرا تیزی سے کہا کرو۔ اذان کے کلمے دو دو دفعہ دہراؤ اور اقامت کے کلمات ایک دفعہ دہرایا کرو۔

(بخاری کتاب الاذان باب اقامۃ الصلاۃ، باب بدء الاذان۔ مسلم کتاب الصلاۃ باب صفۃ الاذان)

حضرت بلالؓ اوقات نماز کے بھی منتظم تھے۔ آنحضرت ﷺ کو نمازوں کے اوقات میں اطلاع کرتے اور نمازوں کے لئے بلاتے تھے۔ ایک موقع پر وہ فجر کی اذان کے بعد جب آنحضرت ﷺ کو بلانے کے لئے گئے تو رسول اللہ ﷺ نوافل ادا کرنے کے بعد آرام فرمارہے تھے بلالؓ نے آواز دی ’’اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ‘‘ نماز نیند سے بہتر ہے۔ آنحضرت ﷺ کو اپنے اس غلام کے یہ کلمے اتنے پسند آئے کہ آپؐ نے فجر کی اذان میں ان کو شامل کرنے کا ارشاد فرمایا۔

(ابن ماجہ کتاب الاذان باب بدء الاذان۔ مسند احمد جلد4 ص42 مطبوعہ قاہرہ)

ہستی باری تعالیٰ

بنا کے دنیا پھر اس کو دنیا بنا کے رکھنا کمال یہ ہے
پھر اس پہ حسن و جمال اپنا سجا کے رکھنا کمال یہ ہے
یہ سب خزانے دیئے ہوں جس نے ہزار وعدے کئے ہوں جس نے
پھر اس کا اپنا ہر ایک وعدہ نباہ کے رکھنا کمال یہ ہے
جو سب کا داتا ہو سب کا ماوا اسی کو سجدہ وہی اللہ
تو ایسی ہستی سے سب تعلق گدا کے رکھنا کمال یہ ہے
وہ ایک کم سن کہ جس کے بھائیوں نے اس کو کنوئیں میں پھینک ڈالا
اسی ہی کم سن کو تختِ شاہی پہ لا کے رکھنا کمال یہ ہے
کسی بھی یوسف کا حسنِ عورت سے بچ نکلنا کمال ہوگا
سرِ زلیخا کو اس کے قدموں میں جا کے رکھنا کمال یہ ہے
یہ حکمِ شاہی کہ مرد بچوں کو ختم کر دو مری زمیں سے
اسی کے گھر میں ہی ایک موسیٰ کو لا کے رکھنا کمال یہ ہے
نہ کوئی ساحر نہ کوئی جادو نہ اس کو حاصل کمال ایسا
پھر اس کی لاٹھی کو اژدھا سا بنا کے رکھنا کمال یہ ہے
کسی مسیحا کو دار پر بھی چڑھا کے رکھنا محال کیا ہے
کسی کو تختۂِ دار سے بھی بچا کے رکھنا کمال یہ ہے
نہ باپ زندہ نہ ماں کا سایہ نہ کوئی طاقت نہ کوئی مایا
پھر اس کو دنیا کا شہنشاہ بنا کے رکھنا کمال یہ ہے
غارِ ثور میں لَاتَحۡزَنۡ کے تھے مخاطب حبیب دونوں
پھر ان کو دشمن سے زندگی بھر بچا کے رکھنا کمال یہ ہے
یہ دشمنِ جاں کو خبر دینا عظیم کسریٰ کے کنگنوں کی
پھر اس کے ہاتھوں میں وہی کنگن سجا کے رکھنا کمال یہ ہے
جہاں رُکے گی وہیں رکوں گا یہ ناقۃ اللہ پہ چھوڑ دینا
خدا کی منشیٰ کا حسن دل پر جما کے رکھنا کمال یہ ہے
وہ ایک چھوٹا سا گاؤں جس میں نہ تار ، نہ بجلی ، نہ ڈاک خانہ
پھر اس کے پرچم کو ساری دنیا پہ جا کے رکھنا کمال یہ ہے
وہ ایک لنگر کہ جس میں کھانا تھا ایک دو چار کو میسر
اسی ہی لنگر کو سب جہاں میں چلا کے رکھنا کمال یہ ہے
وہ چاند چہرہ کہ جن کی آنکھوں میں ڈوب جانے کی آرزو ہو
پھر ان کے پہلو میں اپنی نظریں جھکا کے رکھنا کمال یہ ہے
حیا سے جن کی جھکی ہوں آنکھیں پھر ان کے آگے کلام کرنا
حیا کے آگے حیا کے پردے لگا کے رکھنا کمال یہ ہے
ہمارے سر پر بھی ایک سایہ جمال کا ہے کمال کا ہے
اسی حقیقت سے سب تعلق وفا کا رکھنا کمال یہ ہے
’’عزیز ہجرت‘‘ کا آ کے ربوہ سے سب کو اسلام آباد لانا
پھر اس زمیں پر بھی روحِ کعبہ بسا کے رکھنا کمال یہ ہے
جو ان کے قدموں میں جا کے بیٹھیں وہاں سے اٹھنے کو جی نہ چاہے
تو ایسے نازک خیال کو بھی چھپا کے رکھنا کمال یہ ہے
صدیقی صاحب کے خوبصورت کلام میں ہے کلام کس کو
اسی زمیں میں ہی فصلِ خالد اُگا کے رکھنا کمال یہ ہے

’’عزیز ہجرت‘‘ سے مراد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں جو ہجرت کے بعد ربوہ میں خاندان حضرت مسیح موعودؑ میں 1950ء میں پیدا ہونے والے سب سے پہلے بچے تھے۔

محمد شریف خالد (جرمنی)

عبدالقدیر قمر

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت اور غیروں کا اعترافِ حقیقت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتاہے۔

مَاكَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (آل عمران:180)

ترجمہ: اللہ ایسا نہیں کہ مومنوں کو اس حال میں چھوڑ دے جس پر تم ہو، یہاں تک کہ خبیث کو طیب سے نتھار کر الگ کردے اور اللہ کی یہ سنت نہیں کہ تم (سب) کو غیب پر مطلع کرے بلکہ اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چُن لیتا ہے۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور اگر تم ایمان لے آؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ جب بھی یہ حالات پیدا ہوں کہ پتا نہ چلے کون پاک ہے اور کون ناپاک۔کون اچھا ہے اور کون بُرا،اور کون طیب ہے اور کون خبیث۔ تو اللہ تعالیٰ اپنا رسول بھیجتا ہے جس پر ایمان لانے والے پاک اور طیب ہوتے ہیں۔ اس امت یعنی امتِ محمدیہ میں بھی یہی ہونے والا تھا۔ چنانچہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے آخری زمانہ کے حالات نہایت تفصیل سے بیان فرمادیئے تھے ۔آپؐ نے آخر زمانہ کے حالات کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا تھا۔

’’عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے۔‘‘

(مشکوٰۃ، کتاب العلم الفصل الثالث صفحہ 38 کنزالعمال جلد 6 صفحہ 43)

اسی طرح فرمایا اے مسلمانو! تم پہلی قوموں کے حالات کی پیروی کرو گے جس طرح ایک بالشت دوسری بالشت کے مشابہ ہوتی ہے اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے مشابہ ہوتا ہے اسی طرح تم پہلی قوموں کے نقشِ قدم پر چلو گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا یہودونصاریٰ کے نقشِ قدم پر چلیں گے؟ آپؐ نے فرمایا اور کس کے؟ (بخاری کتاب الاعتصام باب قول النبیؐ)

نیز فرمایا تھا بنی اسرائیل کے 72 فرقے ہوگئے تھے اور میری اُمت کے 73 فرقے ہوجائیں گے۔ ان 73 میں سے سوائے ایک فرقے کے باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔

(ترمذی ابواب الایمان باب افتراق ہذہ الامۃ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَالْعَزِيْزُالْحَكِيْمُ (سورۃ جمعۃ :4)

ترجمہ: اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ اسے بھیجے گا) جو ابھی تک ان سے ملی نہیں اور وہ غالب اور حکمت والا ہے ۔

بخاری کی روایت میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ رسول کریم ﷺ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ ! یہ آخرین کون ہیں؟رسول کریم ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا کہ اِن میں سے ایک شخص ہوگا جو اُس وقت اگر ایمان ثریا سیارہ پر بھی چلا گیا ہوگا تو وہ اسے واپس زمین پر لائے گا۔

رسول کریم ﷺ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی تھی کہ امت پر ایک ایسا دور آئے گا کہ دین میں بگاڑ آجائے گا جسے امام مہدی کے سوا کوئی او ر دور نہ کرسکے گا ۔

23مارچ 1889ء کو اللہ تعالیٰ کے حکم اورآنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کا مبارک آغاز کیااور فرمایا ’’کہ میر ااس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنامحض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔‘‘

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

حضرت مسیح موعودؑنے جماعت کو یہ خوشخبری سنائی۔

’’تم خدا کے ہاتھ کا بیج ہو جو دنیا میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک درخت ہوجائے گا۔‘‘

(رسالہ الوصیت،روحانی خزائن جلد20ص309)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً فرمایا۔ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا ۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق حضور کی زندگی میں کثرت سے لوگ جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے اِس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ دنیا کے 213 سے زائد ممالک میں قائم ہوچکی ہے ۔ اب دنیا بھر میں احمدیوں کی تعداد کروڑوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کے الہام کے مطابق دنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ جو جماعت احمدیہ کے شاندار مستقبل کی علامت ہے ۔

میں وہ پانی ہوں جوآیا آسماں سے وقت پر
میں ہوں وہ نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح کو خبر دی تھی کہ وہ اس الٰہی سلسلہ کو بہت ترقی دے گا ۔چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔اے تما م لوگو سن رکھو! کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی ا س جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا ۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد20صفحہ 66)

اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے آثار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہی دیکھ لئے تھے۔ جن سے آپ کا دل خدا تعالیٰ کی حمدوثناء سے بھر گیا اور آپ کی زبانِ مبارک نے یہ اقرار کیا۔

اک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اُسی نے ثریا بنا دیا

قرآن کریم قیامت تک کے لئےایک جامع اور کامل شریعت ہے جس میں قیامت تک پیدا ہونے والے تمام مسائل کا حل بتایا گیاہے۔ ہر مسئلہ کے بارہ میں نہ صرف ہدایت دی ہیں بلکہ اس کے دلائل اور حکمتیں بھی بیان کر دی گئی ہیں۔ایک نبوت کے دعوے دار کی صداقت کو پہچاننے کا مسئلہ بھی نہایت ضروری اور اہم مسئلہ ہے ۔اس لئے سب سے پہلے خاکسار قرآن کریم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت کرے گا۔

آنحضور ﷺ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اے نبی تو ان سے کہ دے فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس:17)اس سے پہلے میں ایک عرصہ دراز تم میں گزار چکا ہوں کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی تو ان لوگوں سے کہہ دے کہ میں دعویٰ نبوت سے قبل تم میں ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں کیا تم نے مجھے کبھی جھوٹ بولتے دیکھا ہے۔اگر میں نے اپنی چالیس سالہ زندگی میں جو دعویٰ نبوت سے قبل کی ہے کسی ایک معاملہ میں بھی جھوٹ نہیں بولا تو کیا تمہاری عقل اس بات کو تسلیم کرے گی کہ آج اچانک میں خدائے تعالیٰ کے بارے میں جو احکم الحاکمین ہے جھوٹ اور افترا سے کام لینے لگا ہوں۔

انسانی فطرت تو یہ ہے کہ ہر عادت خواہ نیکی کی ہو یا بدی کی آہستہ آہستہ پڑتی ہے یہ تو فطرت کے ہی خلاف ہے کہ چالیس سال تک انسان سچ بولتا رہا ہو اور اچانک ایسا تغیر پیداہو جائے کہ انسان خدا کے بارے میں جھوٹ بولنے لگ جائے۔

رسول کریمؐ نے اپنا دعویٰ نبوت پیش کرنے سے پہلے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے دریافت کیا کہ اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک لشکر جرار چھپا ہوا ہے تو کیا تم اس بات کو مان لو گے ؟تو انہوں نے کہا اَجَرَّبْنَاعَلَيْكَ اَلَّاصِدْقًا یعنی ہم نے آپ سے سوائے سچ کے کسی اور چیز کا تجربہ نہیں کیا۔تب آپ نے فرمایا کہ میں خدا کی طرف سے نبی ہو کر آیا ہوں اور ایک خطرناک عذاب سے تمہیں ڈراتا ہوں۔یہ بات سن کر حاضرین میں سے ابو لہب اٹھا اور اس نے کہا تَبًّالَّكَ یعنی تیرے لئے ہلاکت ہو تو نے یہ کیا بات کہی ہے۔

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی دوست اور دشمن سب کے تجربہ کی رو سے نہایت پاک اور صاف ہوتی ہے اوروہ جھوٹ بولنے کا قطعاًعادی نہیں ہوتا۔درحقیقت اس کی دعویٰ نبوت سے بعد کی زندگی بھی پاک اور صاف ہوتی ہے لیکن دلیل ہے جو فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہے اور جاہل سے جاہل بھی اس کو سمجھ سکتاہے۔ اسی دلیل کے مطابق حضرت مرزاغلام احمد صاحب قادیانی سچے قرار پاتے ہیں۔دیکھئے حضور اپنی پاکیزہ زندگی کے بارہ میں کیسی تحدی سے فرماتے ہیں۔’’اب دیکھو خدا تعالیٰ نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پورا کر دیا کہ میرے دعویٰ پرہزار دلائل قائم کر کے تمہیں موقع دیا تاکہ تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے خود کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب،افترایا دغاکا یاجھوٹ کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اورافترا ء کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ ہی بولا ہو گا۔کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے ۔پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے مجھے ابتداء سے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لیے یہ ایک دلیل ہے۔‘‘

اس چیلنج کو پیش کئے آج سو سال سے زائد عرصہ ہوچکا ہے لیکن کوئی شخص حضورکی دعویٰ سے پہلے کی زندگی پر نکتہ چینی نہیں کر سکا ۔پس اگر دعویٰ نبوت سے قبل کی پاکیزہ زندگی حضورؐ کی صداقت کی دلیل ہے تو یقیناحضرت مسیح موعوؑ کی صداقت کی بھی دلیل ہے کیونکہ آپ نے بھی دنیا کے سامنے خدائی مرسل ہونے کا دعویٰ پیش کیا تھا ۔

وقت تھا وقت مسیحانہ کسی اور کا وقت
میں نہ آیا ہوتا توکوئی اورہی آیا ہوتا

کسی نے کیا خوب کہا ہے اَلْفَضْلُ مَاشَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ۔ فضیلت تو وہ ہوتی ہے جس کی گواہی دشمن بھی دینے پر مجبور ہوجائے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کے دعویٰ سے پہلے کی پاکیزہ زندگی کے متعلق کئی غیروں کی شہادتیں ملتی ہیں۔ چنانچہ مشہور اہلحدیث لیڈر مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ ’’اشاعۃ السنہ‘‘حضرت اقدس کی

شہرۂ آفاق تصنیف ''براہین احمدیہ'' پر ریویو کرتے ہوئے آپ کے متعلق لکھتا ہے۔ ''مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کی رو سے (وَاللّٰهُ حَسِيْبُهٗ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیز گار و صداقت شعار ہیں۔'' (رسالہ ''اشاعۃ السنہ'' جلد نمبر7 ص6)

مشہور صحافی جناب منشی سراج الدین بانی ''زمیندار'' اخبار لاہور نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے حق میں اپنی چشم دید گواہی دی کہ ''ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا عوام سے کم ملتے تھے۔ 1877ء میں ہمیں ایک شب قادیان میں آپ کے یہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی ان دنوں میں بھی آپ عبادت اور وظائف میں اس قدر محو و مستغرق تھے کہ مہمانوں سے بھی بہت کم گفتگو کرتے تھے۔'' (اخبار ''زمیندار'' 8جون 1908ء)

مولاناابوالکلام آزاد فرماتے ہیں۔ ''کیریکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹے سے چھوٹا دھبہ بھی نظر نہیں آتا وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی غرضیکہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے بلحاظ اخلاق و عادات اور کیا بلحاظ خدمت و حمایت دین مسلمانان ہند میں ان کو ممتازو برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا۔'' (اخبار ''وکیل'' امر تسر 30 مئی 1908ء)

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف نے فرمایا:۔ ''حضرت مرزا غلام احمد قادیانی حق پر ہیں اور اپنے دعویٰ میں راست باز اور صادق ہیں اور آٹھوں پہر اللہ تعالیٰ حق سبحانہٗ کی عبادت میں مستغرق رہتے ہیں۔ اور اسلام کی ترقی اور دینی امور کی سربلندی کے لئے دل و جان سے کوشاں ہیں میں ان میں کوئی مذموم اور قبیح چیز نہیں دیکھتا۔ اگر انہوں نے مہدی اور عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو یہ بھی ایسی بات ہے جو جائز ہے۔'' (اشارات فریدی جلد نمبر3 ص179 ترجمہ از فارسی)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی صداقت اور سچائی کے جو بھی معیار بیان فرمائے ہیں وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کو بھی اظہر من الشمس کی طرح ثابت کر رہے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ عَزِيْزٌ (المجادلہ:22)

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر فرض کردیا ہے کہ وہ اور اُس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے وہ قوت والا اور غالب ہے۔

اسی طرح فرمایا اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (المومن:52)

ترجمہ: ہم ضرور اپنے رسولوں کی اور اُن لوگوں کی جو ہمارے رسولوں پر ایمان لائے ہیں دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی مددکیا کرتے ہیں اور اگر مدعی کا دعویٰ جھوٹا ہو تواللہ تعالیٰ سزا بھی دیتا ہے جیسے کہ فرمایا

لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۙ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۙ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۙ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ (الحاقۃ:45تا48)

ترجمہ: اگر یہ رسول جان بوجھ کر ہم پر جھوٹ باندھ رہا ہوتا تو ہم اس کادایاں ہاتھ پکڑ لیتے اوراس کی رگِ جان کاٹ ڈالتے اور تم میں کوئی اسے بچا نہ سکتا۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو قانون جاری ہیں ایک یہ کہ وہ اپنے رسولوں کی نصرت کرتا ہے اُن کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے اور دوسرا یہ کہ جو لوگ جانتے بوجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر افتراء کررہے ہوتے ہیں اور ایک بات کو جھوٹ بنا کر پیش کرتے ہیں تو اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد نہیں ملتی۔ بلکہ وہ ہلاک کئے جاتے ہیں۔

اب آپ ان آیات کے مطابق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی کو ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا تھا کہ آپ اللہ کی طرف سے ہیں۔ اگر آپؑ اس دعویٰ میں مفتری ہوتے اور جان بوجھ کر لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہوتے توآپ کو ہلاک ہوجانا چاہئے تھا کہ اللہ تعالیٰ کی سُنت ہے کہ وہ مفتری کو ہلاک کرتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف آپ کو محفوظ رکھا بلکہ باوجود شدید مخالفت کے آپ کامیاب ہوئے۔ اپنے دعویٰ کو لوگوں سے منوایا، دشمنوں کے حملوں سے بچ گئے اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات آپؑ کے لئے نازل ہوئیں۔

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

قرآن کریم کے بعد ہم اپنے پیارے آقا کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کی احادیث سے کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سچائی پر روشنی پڑتی ہے۔

ہمارے آقاومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اسلام کے آخری دور میں ضعفِ اسلام کے وقت اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے مسیح موعودؑ کی بعثت کی خبر دی اور مسیح موعود کی شناخت اور پہچان کے لیے بھی قدم قدم پر رہنمائی فرمائی۔کہیں زمانے کی نشاندہی فرمائی، کہیں مسیح موعود کا حلیہ بیان فرمایا،کہیں آپ کی خاطر رونما ہونے والے معجزات کی پیشگوئیاں فرمائیں اورکہیں آپؑ کے مقابل آنے والی اقوام کے حالات اوردجال اور یاجوج ماجوج کی خبر دیں۔ غرض ہر انداز اور ہر جہت سے آپؐ نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت فرمائی ۔

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک عظیم المرتبت اور بلند شان نشان جوہر انسانی دخل کے بغیر اور قدرت الٰہی کا شاہکار نشان ہے اور جورسول اللہ ﷺ نے بہت روشن اورواضح بیان فرمایاہے۔آپؐ فرماتے ہیں۔

اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ (دار قطنی صفحہ 188)

یعنی ہمارے مہدی کی صداقت کے لئے دو ایسے عظیم الشان نشان ظاہر ہوں گے کہ زمین وآسمان کی تخلیق سے لے کر آج تک کبھی ایسے نشان کسی کے لئے رونما نہیں ہوئے۔اور وہ نشان یہ ہیں کہ مہدی موعودکے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کو اس کی گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو گرہن لگے اور اسی رمضان میں سورج بھی امام مہدی کی صداقت کے لیے گہنا یا جائے گااور اسے اس کی گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانے دن گرہن لگے گا۔

حضرت مسیح موعود و مہدی موعودؑ کی صداقت کی جانچ کرنے کے لیے آنحضرت ﷺ کا بیان فرمودہ یہ نشان بہت بلند اورروشن معیار صداقت ہے۔جو کسی انسان کے بس میں نہیں کہ اسے ظاہر کرسکے۔حضرت مسیح موعودؑ نے 1882ء میں ماموریت کا دعویٰ فرمایا۔ 1889ء میں لوگوں نے آپ پر ایمان لانا شروع کیا کچھ لوگ یقینا چاند اور سورج گرہن کے اس نشان صداقت کے رونما ہونے کے منتظر بھی تھے۔چنانچہ خدا کی تقدیر نے جلوہ نمائی کی اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی یہ پیشگوئی 1894ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی خاطر پوری ہوئی ۔ جب 1894ءکے رمضان کی 13 تاریخ کو چاند کا حسن مسیح موعودؑ کی خاطر ماند پڑااور اسی رمضان کی 28تاریخ کو آپ کے واسطے سورج بھی گہنا گیا اورآپ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر گیا۔

آپ کیا خوب فرماتے ہیں۔

آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

میرے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے وَلَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا کی پیشگوئی فرما کے مسیح موعودؑ کے زمانے کی بھی خبر دی۔اورحضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر امام مہدی کی قوم کی نشاندہی بھی فرما دی۔ پھر دجال اور یاجوج ماجوج کے واقعات و نشانات اوران سے مسیح موعودؑ کے مقابلہ کا ذکر فرما کے آپ نے مسیح موعودؑ کے زمانے کی پہچان کو ہمارے لیے آسان تر بنا دیا۔

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

آپ اپنے روحانی مشن کے لحاظ سے انتہائی کامیاب زندگی گزار کر26 مئی 1908ء بروز منگل لاہور میں وفات پا کر اس دارفانی سے کوچ کرکے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔اور 27مئی 1908ء کو قادیان ضلع گورداسپور میں بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ علیہ السلام کی رحلت جہاں ہراحمدی کے لئے ایک دل سوز واقعہ تھی وہاں غیرازجماعت لیکن اہل عقل و دانش کے لئے بھی کسی صدمہ سے کم نہ تھی۔ آپ کے وصال پر بہت سے اہل قلم نے غم و اندوہ کا اظہار کرتے ہوئے آپ علیہ السلام کے فضائل کا بھی ذکر کیا۔چنانچہ جناب مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر اخبار وکیل امرتسر حضور کی وفات پر ''موت عالم'' کے عنوان سے رقمطراز ہیں۔ ''وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر اور زبان جادو...... وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان بنا رہاجو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا...... مرزا غلام احمد قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے۔ ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرکے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بہت بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہیں مجبورکرتی ہے کہ اس احسان کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے...... میرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں ۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جب وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے...... آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔'' (اخبار وکیل امرتسر30 مئی 1908ء)

جناب مولانا ابوالنصر غلام یٰسین برادر مولانا ابوالکلام آزاد۔ اپریل 1905ء میں قادیان تشریف لائے اور واپسی پر اپنے تاثرات اخبار وکیل امرتسر میں بدیں الفاظ میں شائع فرمائے۔ ''میرزاصاحب کی صورت نہایت شاندار ہے جس کا اثر بہت قوی ہوتا ہے آنکھوں میں خاص طرح کی چمک اور کیفیت ہے اور باتوں میں ملائمت ہے۔ طبیعت منکسر مگر حکومت خیز، مزاج ٹھنڈا مگر دلوں کو گرما دینے والا برد باری کی شان نے انکساری کی کیفیت میں اعتدال پیدا کر دیا ہے۔ گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے گویا متبسم ہیں۔ رنگ گورا ہے بالوں کو حنا کا رنگ دیتے ہیں۔ جسم مضبوط اور محنتی ہے۔ سر پر پنجابی وضع کی سفید پگڑی باندھتے ہیں پاؤں میں جراب اور دیسی جوتی ہوتی ہے۔ عمر تقریباً 66سال کی ہے۔ مرزا صاحب کے مریدوں میں میں نے بڑی عقیدت دیکھی

اور انہیں خوش اعتقاد پایا۔" (اخبار وکیل امرتسر 1905ء)

(علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ 1908ء بحوالہ تشحیذ الاذہان جلد 3 نمبر 8 صفحہ 322۔ 1908ء)

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے مشہور لیکچر "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے متعلق اخبار جنرل و گوہر آصفی کلکتہ نے جلسہ مذاہب عالم لاہور 1896ء کے اختتام پر لکھا:۔ "حق تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر اس جلسہ میں حضرت مرزاصاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت و ندامت کا قشقہ لگتا ہے۔ مگر خدا کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچا لیا۔ بلکہ اس کو مضمون کی بدولت فتح نصیب ہوئی۔"

(اخبار جنرل وگوہر آصفی کلکتہ مورخہ 24 جنوری 1897ء صفحہ 7)

اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ خامسہ کے بابرکت دَور میں جماعتِ احمدیہ خیرِ اُمت بنتے ہوئے دنیا بھر میں تبلیغِ اسلام، مساجد کی تعمیر، قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم، ہسپتالوں اور سکولوں کا قیام کررہی ہے اور وہ دن دور نہیں جب تمام دنیا پر احمدیت کا جھنڈا لہرائے گا اُس وقت ایک خدا ،ایک رسول اور ایک قِبلہ ہوگا ۔تب ایک نیا آسمان ہوگا اور نئی زمین ہوگی۔یہی جماعتِ احمدیہ کا شاندار مستقبِل ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھادے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

سو اے سُننے والو! اِن باتوں کو یاد رکھو۔ اور اِن پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ کرلو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔" (تجلیاتِ الٰہیہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ نے لکھا۔ "مرحوم ایک مانے ہوئے مصنف اور مرزائی (احمدی) فرقہ کے بانی تھے آپ کی پیدائش 40-1839 میں ہوئی آپ نے علوم شرقیہ میں کمال حاصل کیا۔ اپنی زندگی کے آخری دن تک کتابوں کے عاشق رہے اور دنیوی پیشوں سے پرہیز کرتے رہے۔ 1874ء تا 1876ء عیسائیوں، آریوں، برہموں کے خلاف شمشیر قلم خوب چلایا۔ آپ نے 1880ء میں تصنیف کا کام شروع کیا۔ آپ کی پہلی تصنیف (براہین احمدیہ) اسلام کے ڈیفنس میں تھی جس کے جواب کے لئے آپ نے دس ہزار روپے کا انعام رکھا۔ آپ نے انیسویں صدی کے لئے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ 1889ء میں بیعت لینی شروع کی... آپ نے اپنی تصنیف کردہ اسی 80 کتابیں پیچھے چھوڑیں جن میں سے بیس 20 عربی زبان میں ہیں بے شک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا۔"

چودھری افضل حق صاحب صدر جمیعۃ الاحرار رقمطراز ہیں۔

" آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسد بے جان تھا جس میں تبلیغی حِس مفقود ہو چکی تھی۔ سوامی دیانند کی مہذب اسلام کے متعلق بدظنی نے مسلمانوں کو تھوڑی دیر کے لئے چوکنا کر دیا مگر حسب معمول جلدی خواب گراں طاری ہو گئی...... مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی ہاں ایک دل (حضرت مسیح موعودؑ مرادہیں۔ ناقل) مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کرکے اسلام کی نشرو اشاعت کے لئے بڑھا اور اپنی جماعت میں اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے بلکہ دنیا کی تمام جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔" (فتنۂ ارتداد اورپولیٹیکل قلا بازیاں ص46)

خواجہ حسن نظامی دہلوی صاحب کا بیان اخبار "منادی" میں یوں شائع ہوا۔ "مرزا غلام احمدصاحب اپنے وقت کے بہت بڑے فاضل بزرگ تھے ...... آپ کی تصانیف کے مطالعہ اور آپ کے ملفوظات کے پڑھنے سے بہت فائدہ پہنچ رہا ہے اور ہم آپ کے تبحر علمی اور فضیلت و کمال کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔"

(اخبار "منادی" 27 فروری 4 مارچ 1930ء)

مولوی عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں۔ "مرزا صاحب تو بہرحال اپنے تئیں مسلمان اور خادم اسلام کہتے ہیں اور مسیحیوں، آریوں، ملحدوں کے جواب میں سینکڑوں ہزاروں صفحے لکھ گئے ہیں۔"

(اخبار "سچ" بحوالہ پیغام صلح 22 جنوری 1926ء)

اخبار "جیون تت" میں دیو سماج کے سیکرٹری نے لکھا۔

"وہ اسلام کے مذہبی لٹریچر کے خصوصیت سے عالم تھے، سوچنے اور لکھنے کی اچھی طاقت رکھتے تھے۔ کتنی ہی بڑی بڑی کتابوں کے مصنف تھے۔" (بحوالہ البدر 2جولائی 1908ء)

شاعرمشرق علامہ اقبال نے اپنے بعض انگریزی مضامین میں حضرت اقدس کی زندگی میں صاف صاف لکھا کہ

"آپ جدید ہندی مسلمانوں میں سب سے بڑے دینی مفکر ہیں۔"

(انڈین انکوائری جلد 29 ستمبر 1900ء ص 237 بحوالہ الفرقان جون 1955ء)

شمس العلماء سید میرمہدی حسن مرحوم استاد علامہ اقبال اپنے ایک مکتوب میں حضورکے زمانہ قیام سیالکوٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ادنیٰ تأمل سے بھی دیکھنے والے پر واضح ہو جاتا تھا کہ حضرت اپنے ہر قول و فعل میں دوسروں سے ممتاز ہیں۔"

(بحوالہ سیرۃ المہدی حصہ اول ص270)

پھر ایک ملاقات میں چشم پُر آب ہو کر فرمایا۔ "افسوس ہم نے ان کی قدر نہ کی۔ ان کے کمالات روحانی کو بیان نہیں کر سکتا۔ ان کی زندگی معمولی انسان کی زندگی نہ تھی بلکہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو خداتعالیٰ کے خاص بندے ہوتے ہیں اور دنیا میں بھی کبھی آتے ہیں۔" (الحکم 17۔اپریل 1934ء ص 3)

علامہ اپنے ایک بیان میں لکھتے ہیں۔

"آپ عزلت پسند اور پارسااور فضول و لغو سے مجتنب اور محترز تھے۔"نیز لکھا۔ "کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے۔ بیٹھ کر کھڑے ہو کر ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار و قطار رویا کرتے تھے۔ ایسی خشوع اور خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔"

(سیرت المہدی حصہ اول ص272,270)

دعویٰ نبوت کرنے کے بعدلوگ اس کے دشمن ہوجاتے ہیں اور اس پر طرح طرح کے الزامات لگا دیتے ہیں۔پس ایک مدعیٔ نبوت کی صداقت پرکھنے کے لیے اس کی دعویٰ سے پہلی زندگی کو دیکھنا چاہیے۔ اگر وہ ہر پہلو سے صاف ہو تو بلاشبہ وہ سچاہے یہ ایسی چودھری افضل حق صدر جمیعۃ الاحرار رقمطراز ہیں۔

" آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسدبےجان تھا جس میں تبلیغی حِس مفقود ہو چکی تھی۔ سوامی دیانند کی مہذب اسلام کے متعلق بدظنی نے مسلمانوں کو تھوڑی دیر کے لئے چوکنا کر دیا مگر حسب معمول جلدی خواب گراں طاری ہو گئی...... مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی ہاں ایک دل (حضرت مسیح موعودؑ مرادہیں۔ ناقل) مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اٹھا۔ ایک مختصر سی

جماعت اپنے گرد جمع کرکے اسلام کی نشرو اشاعت کے لئے بڑھا اور اپنی جماعت میں اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے بلکہ دنیا کی تمام جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔" (فتنۂ ارتداد اورپولیٹیکل قلا بازیاں ص46)

خواجہ حسن نظامی دہلوی صاحب کا بیان اخبار "منادی" میں یوں شائع ہوا۔ "مرزا غلام احمدصاحب اپنے وقت کے بہت بڑے فاضل بزرگ تھے ...... آپ کی تصانیف کے مطالعہ اور آپ کے ملفوظات کے پڑھنے سے بہت فائدہ پہنچ رہا ہے اور ہم آپ کے تبحر علمی اور فضیلت و کمال کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔"

(اخبار"منادی"27 فروری 4 مارچ 1930ء)

مولوی عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں۔ "مرزا صاحب تو بہرحال اپنے تئیں مسلمان اور خادم اسلام کہتے ہیں اور مسیحیوں، آریوں، ملحدوں کے جواب میں سینکڑوں ہزاروں صفحے لکھ گئے ہیں۔"

(اخبار "سچ" بحوالہ پیغام صلح 22 جنوری 1926ء)

اخبار "جیون تت" میں دیو سماج کے سیکرٹری نے لکھا۔

"وہ اسلام کے مذہبی لٹریچر کے خصوصیت سے عالم تھے، سوچنے اور لکھنے کی اچھی طاقت رکھتے تھے۔ کتنی ہی بڑی بڑی کتابوں کے مصنف تھے۔" (بحوالہ البدر 2جولائی 1908ء)

شاعرمشرق علامہ اقبال نے اپنے بعض انگریزی مضامین میں حضرت اقدسؑ کی زندگی میں صاف صاف لکھا کہ

"آپ جدید ہندی مسلمانوں میں سب سے بڑے دینی مفکر ہیں۔"

(انڈین انکوائری جلد 29 ستمبر 1900ء ص 237 بحوالہ الفرقان جون 1955ء)

نواب محسن الملک۔آپ سر سید مرحوم کے سیاسی جانشین اور آل انڈیا مسلم لیگ کے پہلے جنرل سیکرٹری تھے۔ حضورؑ کی خدمات کو سراہتے ہوئے 2۔اکتوبر 1895ء کو بمبئی سے مندرجہ ذیل مکتوب لکھا۔"درحقیقت دینی مباحثات و مناظرات (میں) جو دل شکن اور جیسی درد انگیزی باتیں لکھی اور کہی جاتی ہیں وہ دل کو نہایت بے چین کرتی ہیں اور اسے ہر شخص کو جسے ذرا بھی اسلام کا خیال ہو گا روحانی تکلیف پہنچتی ہے۔ خدا آپ کو اجر دے کہ آپ نے ایک دلی جوش سے مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہا ہے۔ یہ کام بھی آپ کا منجملہ او ربہت سے کاموں کے ہے جو آپ مسلمانوں کے بلکہ اسلام کے لئے کرتے ہیں۔"

(الحکم 7۔اگست 1934ء ص 9)

شمس العلماء سید میرمہدی حسن مرحوم استاد علامہ اقبال۔اپنے ایک مکتوب میں حضورکے زمانہ قیام سیالکوٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ادنیٰ تأمل سے بھی دیکھنے والے پر واضح ہو جاتا تھا کہ حضرت اپنے ہر قول و فعل میں دوسروں سے ممتاز ہیں۔"

(بحوالہ سیرۃ المہدی حصہ اول ص270)

پھر ایک ملاقات میں چشم پُر آب ہو کر فرمایا۔

"افسوس ہم نے ان کی قدر نہ کی۔ ان کے کمالات روحانی کو بیان نہیں کر سکتا۔ ان کی زندگی معمولی انسان کی زندگی نہ تھی بلکہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو خداتعالیٰ کے خاص بندے ہوتے ہیں اور دنیا میں بھی کبھی آتے ہیں۔"

(الحکم 17۔اپریل 1934ء ص 3)

علامہ اپنے ایک بیان میں لکھتے ہیں۔

"آپ عزلت پسند اور پارسااور فضول و لغو سے مجتنب اور محترز تھے۔"نیز لکھا۔"کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے۔ بیٹھ کر کھڑے ہو کر ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار و قطار رویا کرتے تھے۔ ایسی خشوع اور خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔"

(سیرت المہدی حصہ اول ص 270-272)

غلام مصباح بلوچ۔کینیڈا

حضرت ابو الخیر محمد عبدالحق احمدیؓ آف ترچنا پلی

حضرت ابو الخیر محمد عبدالحق احمدیؓ اصل میں انڈیا کے صوبہ تامل ناڈو کے شہر ترچنا پلی (موجودہ نام Tiruchirappalli) کے رہنے والے تھے۔جو انڈیا کے مشہور شہر بنگلور سے 342کلو میٹر دور واقع ہے۔ آپؓ حکیم و طبیب تھے اور بنگلور میں اپنا مطب کیا کرتے تھے۔آپؓ ایک علمی شخصیت تھےاور شعر و سخن کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ آپؓ کے حالات محفوظ نہیں ہیں، مختصر سا ذکر آپؓ کے ایک شاگرد حضرت عبدالقادر شرق ولد مکرم محمد مشتاق آف بنگلور (بیعت 1907ء ۔ وفات یکم دسمبر 1969ء مدفون بہشتی مقبرہ قادیان) نے اپنی آپ بیتی میں کیا ہے کہ احمدیت سے تعارف اور بیعت کا محرک حضرت ابو الخیر محمد عبدالحقؓ ہی تھے، وہ بیان کرتے ہیں۔

مجھے شعر و شاعری کا شوق ہوا جبکہ میری شادی کو دو تین سال ہوئے تھے، میرا عنفوانِ شباب کا زمانہ تھا، ..... ہوتے ہوتے یہ خیال آیا کہ بجائے اس بے قاعدہ و بے تکی شاعری کے اُصول و قواعد سے آگاہی حاصل کی جائے، سبھی نے اتفاق کیا اور ایک اچھے ماہر کی تلاش شروع ہوئی، خوبیٔ قسمت کہ ہماری تلاش میں کوئی اور ماہر فن ہاتھ نہ لگا سوائے ایک شخص کے جو قادیانی کہلاتا تھا، ہمیں مطلق خبر نہ تھی کہ قادیانی کیا ہوتے ہیں لیکن بہر حال ہم اپنی شاعری کا علم حاصل کرنے کے لئے اُن کے پاس آنے جانے لگے۔ یہ قادیانی صاحب کا اسم گرامی ابو الخیر محمد عبد الحق تھا جو نہ صرف بلند پایہ کے شاعر تھے بلکہ ایک جید عالم، خوشنویس اور تجربہ کار حکیم حاذق بھی تھے، علم تصوف میں بھی ان کو کافی دخل تھا جب ہم اُن کی خدمت میں پہنچے اور عرض حال کیا تو فرمانے لگے کہ مجھے جو کچھ آتا ہے تمہیں سکھا دوں گا اور سچ مچ اُنھوں نے اپنا وعدہ پورا کیا نہ صرف اُنہوں نے شاعری کے اسباق دیئے بلکہ احمدیت کی حقیقت اور اسلام کا مغز بھی ہمیں سمجھایا۔ہم علم عروض کی کتابیں لے کر باقاعدہ اُن کی شاگردی میں داخل ہوگئے اور چند روز بہت ہی پابندی کے ساتھ درس تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔میں ذرہ مستقل مزاجی سے لگا رہا اور چند روز فاعلات فاعلات کی رٹ لگا کر اُکتا گیا، اب میری طبیعت بھی شاعری سے ہٹ کر خوشنویسی کی طرف آ گئی، میرے استاد مشفق کا ایک مطب تھا اس مطب میں ایک طرف بیٹھ کر میں خوشنویسی کی مشق کرنے لگا۔

حضرت مولوی صاحبؓ کے پاس اُن دنوں اخبار الحکم آیا کرتا تھا، میرا یہ حال تھا کہ اُس اخبار کو پڑھنا تو کجا اُسے ہاتھ لگانا بھی گناہ سمجھتا تھا، مطب کا حال یہ تھا کہ وہاں جسمانی بیمار تو کم آیا کرتے تھے لیکن آنے والوں میں اکثریت ان کی ہوتی تھی کہ کوئی تو دہریہ ہے خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت مانگتا ہے، کوئی مولوی آتا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات پر گفتگو کرتا ہے، کوئی آریہ آتا ہے تو وہ اپنے اصول کی برتری ثابت کرنے کی کوشش کرتاہے اور کوئی عیسائی آتا تو وہ الوہیت مسیح کا مسئلہ چھیڑتا، غرض قسما قسم کے لوگ آتے اور اپنے اپنے مذاق کی باتیں کرتے۔ ہمارے استاد محترم ہیں کہ ہر حیثیت سے اسلام کی برتری اور اُس کے اصول کی فوقیت ثابت کرنے پر تلے رہتے ہیں اور یہ نہیں کہتے کہ بھائی جان یہ مطب ہے کوئی عارضہ ہے، کوئی مرض ہے تو کہو، تا میں علاج کروں، ہاں جو لوگ آتے وہ بے شک روحانی مریض ہوتے اور ہمارے مولوی صاحب ضرور اُن کا علاج کرتے اور ایسے ایسے عمدہ نسخہ جات تجویز کرتے کہ سننے والے حیران رہ جاتے، طرز استدلال اس قدر دلچسپ و دلکش ہوتا کہ اُن کی باتیں سن کر مخالف قائل ضرور ہو جاتا۔ اس طرح کے بحث و مباحثے تقریباً روز ہی ہوا کرتے تھے اور میں ایک طرف بیٹھ کر خاموشی سے سنا کرتا تھا، بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ بہت سے لوگ ایک زبان ہوکر ایک ایسا اعتراض کرتے تھے جو اُن کے علم میں بہت ہی مضبوط اور ناقابل جواب ہوتا تھا، مولوی صاحب نہایت سنجیدگی سے سنتے اور جواب دینا شروع کرتے تو درمیان میں بہت سے لوگ ایک دم جرح قدح کی بوچھاڑ بھی کر دیتے تھے لیکن ہمارے مولوی صاحب کو ذرا بھر گھبراہٹ نہ ہوتی، وہ اپنے دلائل پہلے تو عقلی اورپھر اس کی تائید میں نقلی دلائل بھی پیش کرتے، کبھی قرآنی آیات تلاوت فرماتے اور کبھی احادیث سے استدلال کرتے اور کبھی انجیل اور کتاب مقدس کی آیات سے استنباط فرماتے۔ بہر حال ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُنہیں غیر مذاہب کے معتقدات و مسلمات پر بھی ید طولیٰ حاصل ہے اور وہ اپنے مخاطب کو ایسے طور پر گھیر لیتے تھے کہ وہ آخر لا جواب ہو جاتا۔ گوش زدہ اثرے دارد۔ باوجود میرے اس ارادہ کے کہ میں اُن کا اثر مذہبی رنگ میں قبول نہ کروں گا، مجھ پر جادو ہونے لگا اور میں محسوس کرنے لگا کہ اُن دلائل کے ہتھیار سے میں گھائل ہوتا جا رہا ہوں اور میرے لئے کوئی جائے فرار نہیں بجز اس کے کہ میں اُن باتوں کو قبول کروں اور مان لوں۔ اخبار الحکم کو جسے میں ہاتھ لگانا بھی گوارا نہ کرتا تھا، اٹھا کر پڑھنے لگا، اُس میں بجائے فحش باتوں اور لغو اشتہارات کے جو اکثر دوسرے اخبارات میں درج رہتے ہیں، صرف قرآن و احادیث اور دینی باتیں ہی شائع ہوتی تھیں،یہ دیکھ کر مجھے اسلام سے محبت اور اُس کی پاک تعلیم سے دلچسپی ہونے لگی اور ساتھ ہی احمدیت کی صداقت بھی مجھ پر آشکار ہونے لگی۔ اُس کی پہلی وجہ تو حضرت مولوی صاحب کا کردار تھا جو میرا چشم دید تھا اور دوسری وجہ وہ تعلیم تھی جو احمدیت کے اخبارات اور لٹریچر سے مجھے حاصل ہوتی رہتی تھی، پھر میں اخبار الحکم کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کتب اور سلسلہ کا لٹریچر بھی دیکھنے لگا۔ رفتہ رفتہ میری حالت بدلنے لگی، مجھ میں جو بد اخلاقیاں و بد کرداریاں تھیں اُن سے مجھے نفرت ہونے لگی اور میں اُنہیں چھوڑتا گیا، اسی حالت میں چند روز اور گزرے، مطالعہ کرتے اور غور کرتے کرتے مجھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی وغیرہ کے متعلق بھی انشراح صدر حاصل ہوگیا۔

اُس زمانہ میں ایک شب میں نے ایک خواب دیکھا صبح ہوتے ہی میں سب سے پہلے حضرت استاذی المکرم مولانا محمد عبدالحق ؓ کے پاس گیا اور اپنا خواب بیان کیا۔ وہ سن کر فرمانے لگے کہ یہ بہت ہی مبارک خواب ہے، اب تم فوراً بیعت کرلو۔ میں نے اسی وقت بیعت کا خط لکھ کر حضور کی خدمت میں روانہ کر دیا۔حضور کی جانب سے 29جولائی 1907ء کو جواب موصول ہوا کہ تمہاری بیعت منظور کر لی گئی۔اس کے بعد میں بھی قادیانی کہلانے لگا۔

(آپ بیتی از غلام قادر شرق بنگلوری صفحہ 4۔9)

اس کے بعد شرق صاحب لکھتے ہیں کہ خلافت اولیٰ کے زمانے میں حضرت مولوی عبدالمحی عربؓ بنگلور تشریف لائے اور بنگلور میں انجمن کا قیام عمل میں آیا اور اس کے صدر حضرت ابو الخیر محمد عبدالحقؓ منتخب ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصے بعد وہ اپنے وطن مالوف ترچنا پلی واپس اپنے بڑے بیٹے کے پاس چلے گئے ، وہاں گئے تین چار سال کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ اُن کا انتقال ہوگیا۔ ہماری جماعت بنگلور کے روح رواں اور صدر ہونے کی وجہ سے نیز اُن کے احسانات کے مد نظر احباب جماعت اور خاص کر مجھے سخت رنج ہوا۔ استاد مرحوم کے شاعری کے تعلق سے جانشین داغ مولوی سراج الدین احمد سائل دہلوی سے بہت گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔

حضرت شرق کے بیان کردہ ان مختصر حالات کے علاوہ اخبارالبدر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں آپ کی ایک نظم شائع ہوئی ہے، یہ نظم آپ نے عبدالعزیز خان عزیز شاگرد داغ دہلوی کی نظم کے جواب میں کہی جو اُس نے پیسہ اخبار (26مئی 1906ء) میں طبع کرائی۔ اس نظم میں آپ کا نام''ابو الخیر محمد عبدالحق احمدی ترچنا پلوی مقیم معسکر بنگلور کمبار اسٹریٹ Aنمبر'' مرقوم ہے۔ اس نظم کے چند اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

مہدی موعود کا ہے یہ زمانہ دوستو!
گر نہ پاؤ اس کو پچھتاؤ گے پچھتانے کے دن
باز ہٹ دھرمی سے آؤ جستجوئے حق کرو
ورنہ تم پر آ ہی جائیں گے بلا آنے کے دن
حملے غیر اقوام کے اسلام پر ہوتے ہیں آج
کیا نہیں آئے ہیں مہدی کے اب آنے کے دن
خواب غفلت سے اُٹھو آؤ چلو تم قادیاں
ہیں مسیح و مہدی موعود کے پانے کے دن
دیکھنے کا وقت ہے تحقیق سے دیکھو ابھی
ورنہ اِن آنکھوں سے تم دیکھو گے پچھتانے کے دن
عیسیٰ مریم کے آنے کا عبث ہے انتظار
آنے والا آگیا ہے، ہیں یہی آنے کے دن
لکھے تھے تکفیر کے فتوے جنھوں نے زور سے
ہم نے خود دیکھے ہیں اُن کے توبہ کروانے کے دن
مٹ گئے اور مٹتے جاتے ہیں بہت ناحق پرست
آئے جب گلزار مہدیّت کے لہرانے کے دن
حکم حق سے اہل حق پر عبد حق یہ حق رہا
اُن کو سلجھائے کہ جن کے دیکھے الجھانے کے دن

(الحکم 10جولائی 1906ء صفحہ 7کالم 3۔4)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ''کتاب البریہ'' میں درج 316 احباب کی فہرست میں 224 نمبر پر ایک نام یوں درج فرمایا ہے

''224۔ مولوی عبدالحق صاحب ایڈیٹر نسیم صبا بنگلور''

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13صفحہ 355)

مرزا سلطان احمد

نمازِ جمعہ کی رخصت کے لئے میموریل

مسلم لیگ کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے مکتوب کا انکشاف

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

’’اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن کے ایک حصہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔‘‘ (سورۃ جمعہ:10)

جمعہ کا دن ایک عظمت رکھتا ہے اور جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ جب جمعہ کی نماز کا وقت ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ سب کام چھوڑ کر جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں جو مسلمان ملازمت کرتے تھے انہیں جمعہ کی نماز کے لئے رخصت حاصل کرنے میں بہت مسائل کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

نماز جمعہ کی رخصت کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی کاوشیں

اس مسئلہ کے حل کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یکم جنوری 1896 کو ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں مسلمانوں سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ بڑی تعداد میں وائسرائے ہندوستان کے نام ایک اپیل پر دستخط کریں جس میں لکھا گیا تھا کہ ہندوستان میں کئی صدیوں سے تعطیل کے لئے جمعہ کا دن مقرر تھا۔ اور اب بھی حیدر آباد کی ریاست میں جمعہ کے روز تعطیل ہوتی ہے۔ اس لئے کم از کم مسلمانوں کے لئے تعطیل کے لئے جمعہ کا دن مقرر کیا جائے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جمعہ کی نماز پر نہ جانے کے نقصانات کے بارے میں مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

’’بھائیو ۔آپ خوب جانتے ہو جمعہ اسلام میں صرف ایک عید کا دن ہی نہیں بلکہ وہ تجدید احکامِ دین کا بھی ایک خاص روز ہے جس میں مسلمانوں کے کانوں میں اسلام کے پاک وصایا تازہ طور پر پڑتی ہیں اور بھولے ہوئے مسائل نئے سرے سے یاد دلائے جاتے ہیں۔اس دن ہر ایک مسلمان پر فرض ہے کہ وہ مسجد میں حاضر ہو اور دینی وصایا کو سنے ۔ اور اپنے ایمان کو تازہ کرے اور اپنے ایمان کو بڑھاوے ۔آپ دیکھتے ہیں کہ اس نحوست سے ملازم پیشہ لوگوں کو جمعہ کے لئے فرصت نہیں ملتی بہت سی مسجدیں ویران نظر آتی ہیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد اول ص549)

اور گورنر جنرل کے نام لکھی گئی درخواست میں ،جسے بہت سے مسلمانوں کے دستخطوں کی طرف سے بھجوایا جانا تھا،یہ لکھا گیا:

’’لہٰذا مذہبی حیثیت سے جمعہ کو ترک کرنے میں ہر مسلمان دیندار اپنے تئیں ایک گناہِ عظیم کا مرتب خیال کرتا ہے اور ہر ایک بڑے جوش سے اس بات کا خواہاں ہے کہ سرکار انگریزی ضرور یہ تعطیل برٹش انڈیا میں منظور فرماوے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد اول ص 551)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تحریک

اُس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی کی بے جا مداخلت کی وجہ سے یہ تحریک رُک گئی۔لیکن خلافت اولیٰ میں اسے تحریک کو از سر نو چلایا گیا۔اور اس کا موقع یوں پیدا ہوا کہ 1911میں برطانوی جارج پنجم کی دہلی میں تاجپوشی ہو رہی تھی۔ اس موقع پر مختلف گروہ اور مختلف تنظیمیں مراعات کے حصول کے لئے میموریل پیش کر رہے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس موقع پر یہ تحریک فرمائی کہ اس موقع پر مسلمان یہ میموریل پیش کریں کہ انہیں جمعہ کے وقت دو گھنٹے کی رخصت دی جائے تا کہ وہ جمعہ میں سہولت سے شریک ہو سکیں۔ اور یہ تجویز مسلمانوں کی مختلف انجمنوں اور تنظیموں کو بھی بھجوائی گئی۔اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان بھی فرمایا کہ اگر کوئی تنظیم اس لئے اس میموریل کا ساتھ دینے میں تامل کرے کہ یہ ہماری طرف سے ہے تو ہم اپنی طرف سے میموریل نہیں بھیجیں گے۔ بہر حال یہ میموریل مختلف تنظیموں کی طرف بھجوایا گیا۔یہ تجویز اپریل 1912 میں ندوۃ العلماء کے اجلاس میں پیش ہوئی اور اس کی تائید کرنے والوں میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ بھی تھے۔ مسلمانوں کے مختلف اخبارات نے اس تجویز کی بھرپور تائید کی۔

(البدر30جولائی1911،الحکم7تا14جولائی1911،تاریخ احمدیت جلد3ص379تا 381)

مسلم لیگ کے ریکارڈ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا خط

بہر حال اب آل انڈیا مسلم لیگ کا پرانا ریکارڈ استفادہ عام کے لئے مہیا ہو گیا ہے۔ اور 1911کی فائلیں دیکھی گئیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا تجویز فرمودہ میمورنڈم اور مسلم لیگ کے نام آپؓ کا خط اور اس خط پر ہونے والی کارروائی اس ریکارڈ میں موجود ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ ٹائپ شدہ خط سیکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ کے نام 16 جولائی 1911کو لکھا گیا تھا۔ اس میں لکھا گیا تھا:

ترجمہ :میں آپ کو ایک میموریل کی کاپی بھجوا رہا ہوں ۔ میری خواہش ہے کہ یہ میموریل وائسرائے کو پیش کیا جائے ۔اس میں جس امر کی درخواست کی جا رہی ہے ، اس کا تعلق تمام مسلمانوں سے ہے۔میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس معاملے کو اپنی لیگ میں پیش کریں گے اور حکومت کو بھجوائیں گے۔ اور اس مطالبے کو لیگ کی قراردادوں میں پیش کریں گے۔ میرے مدِ نظرصرف اس مقصد کو حاصل کرنا ہے جس کا ذکر اس میموریل میں کیا گیا ہے۔ چنانچہ اگر کسی کو اس بات پر کوئی اعتراض ہے کہ یہ میموریل میری طرف سے کیوں پیش کیا جا رہا ہے تو میں خوشی سے اس معاملے کو دوسروں کے حوالے کردوں گا۔

اس فائل میں مکرم خواجہ کمال الدین کا انگریزی میں ٹائپ شدہ خط موجود ہے۔ یہ خط 17 جولائی 1911کو لکھا ہوا ہے۔ اور اس خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا تجویز فرمودہ ایک میمورنڈم مسلم لیگ کی طرف بھجوایا جا رہا ہے ۔ اور یہ میمورنڈم مسلمانوں کی دوسری انجمنوں اور تنظیموں کی طرف بھی بھجوایا جا رہا ہے ۔میمورنڈم میں گورنمنٹ سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ جمعہ کے روز مسلمان ملازمین کو نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے دو گھنٹے کے لئے رخصت دی جائے ۔اس خط میں لکھا ہوا تھا کہ گویا ابھی اس موضوع پر باقاعدہ اجلاس نہیں ہوا مگر پنجاب مسلم لیگ کے نمایاں ممبران نے اس میمورنڈم پر سیر حاصل گفتگو کی ہے اور ان کی رائے ہے کہ یہ میمورنڈم تمام مسلمانوں کی طرف سے مسلم لیگ کی طرف سے حکومت کو جانا چاہیے۔اور حضرت خلیفۃ المسیح نے اس سے اتفاق فرمایا ہے۔آخر میں خواجہ صاحب نے تحریر فرمایا کہ اس مطالبے کے لئے آپ کی حمایت درکار ہے۔اور آپ شہر کے نمایاں مسلمانوں کو جمع کر کے اس بارے میں مشورہ کر لیں۔اس خط کی پشت پر آل انڈیا مسلم لیگ کے سیکریٹری عزیز مرزا صاحب کا ہاتھ کا لکھا ہوا یہ نوٹ موجود ہے:

Reply that his proposal will be laid before next meeting of the council.

ترجمہ : انہیں جواب دیا جائے کہ ان کی تجویز کو کونسل کے اگلے اجلاس میں پیش کیا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا تجویز فرمودہ میموریل

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی طرف سے تجویز فرمودہ میموریل بھی اس فائل میں موجود ہے۔ یہ میموریل انگریزی میں چھپے ہوئے چار صفحات پر مشتمل ہے۔اس کے اوپر جلی حروف میں لکھا ہوا ہے کہ یہ میموریل چارلس ہارڈنگ وائسرائے و گورنر جنرل ہندوستان کے نام ہے۔اس کے شروع میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ گو یہ میموریل جماعتِ احمدیہ کے سربراہ کی طرف سے ہے لیکن یہ ایک ایسے معاملے سے تعلق رکھتا ہے جس کا تعلق تمام مسلمانوں سے ہے۔پھر اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ شروع ہی سے برطانوی حکومت کی یہ پالیسی رہی ہے کہ اپنے ماتحت علاقوں میں مذہبی آزادی دی جائے اور مذہبی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے۔لیکن سرکاری ملازمتوں میں اور کالجوں اور سکولوں میں مسلمانوں کوایک اہم مذہبی عبادت سے روکا جا رہا ہے۔ اور وہ عبادت جمعہ کی عبادت ہے۔ چنانچہ بادشاہ کو ان کی تاجپوشی کے موقع پر اس بارے میں درخواست پیش کی جائے تا کہ اس اہم مذہبی فریضہ کی ادائیگی کی راہ میں روک ختم کردی جائے۔پھر قرآنِ کریم کی آیت کی روشنی میں نمازِ جمعہ کی اہمیت واضح کی گئی ہے اور اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ مسلمان سرکاری ملازمین کو اس اہم مذہبی فریضہ کی اجازت ملےاور تقریباً ہمیشہ ہی مسلمان طلباء کو یہ مذہبی فریضہ چھوڑنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ جمعہ اسی لئے جاری فرمایا تھا تاکہ مسلمانوں کی اخلاقی تعمیر کی جائے ۔ کالجوں اور سکولوں میں اخلاقی تعلیم کم دی جاتی ہے ۔ خطبہ جمعہ سننے سے یہ کمی دور ہو گی۔پھر مصر کی مثال پیش کی گئی جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں اور جمعہ کے روز تعطیل ہوتی ہے۔ لیکن عیسائی برطانوی افسران نے اس بات پر اعتراض کیا کہ وہ اتوار کے روز کام کریں تو انہیں اس شرط پر اتوار کے روز چھٹی کرنے کی اجازت دی گئی کہ وہ باقی روز زائد کام کریں گے۔جبکہ مسلمانوں کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ جمعہ کے روز ساڑھے بارہ سے ڈھائی بجے تک کی رخصت دی جائے۔اگر حکومت یہ محسوس کرے کہ اس طرح دفتر کا کام متاثر ہوگا تو وہ مسلمانوں کو جمعہ کے روز دو گھنٹے زائد کام کرنے کا پابند کیا جا سکتا ہے۔

خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تجویز مسلم لیگ کی شاخوں کی طرف بھجوائی گئی:

مختلف اہم امور پر فیصلے کرنے کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ کی مرکزی کونسل کا اجلاس ہوتا تھا۔اس میموریل کی تجویز ملنے کے بعد مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس 18اگست 1911کو ہونا تھا۔ اس میٹنگ کا ایجنڈا اس فائل میں موجود ہے۔ایجنڈے کے چار نکات ہیں۔ان میں سے تیسرا نکتہ یہ ہے

ترجمہ : مولوی حکیم نورالدین آف قادیان کی تجویز کہ گورنمنٹ کے تمام مسلمان ملازمین کو جمعہ کی نماز کے لئے دو گھنٹے کی رخصت دینی چاہیے۔

پنجاب مسلم لیگ کے لیڈر محمد شفیع کا ایک خط موجود ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ وہ اس تجویز سے پوری طرح متفق ہیں اور یہ میموریل آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے جانا چاہیے۔ اور ان کا ایک سرکلر بھی موجود ہے جس میں پنجاب کے اضلاع میں مسلم لیگ کی شاخون کے نام لکھا ہوا ہے کہ وہ اس تجویز کی تائید میں قرارداد منظور کر کے بھجوائیں تاکہ آل انڈیا مسلم لیگ اس میموریل کو پیش کرے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم لیگ کا یہی ارادہ تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بیان فرمادہ تجویز مسلم لیگ کی طرف سے حکومت کو پیش کی جائے۔ایک خط میں یہ سوال بھی اُٹھایا گیا ہے کہ یہ میموریل تخت نشینی کے وقت پیش کیا جائے یا علیحدہ پیش کیا جائے۔ایک رپورٹ کوہاٹ سے ہے کہ 6 اگست کو کوہاٹ کے مسلمانوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کی اس تجویز کی بھرپور تائید کی گئی کہ مسلمان ملازمین کو نماز جمعہ کے لئے دو گھنٹے کے لئے رخصت دی جائے۔اسی طرح پنجاب مسلم لیگ کی رپورٹ ہے پنجاب مسلم لیگ کی مجلس انتظامیہ میں یہ معاملہ پیش کیا گیا ہے اور اسے اس تجویز سے اتفاق ہے۔پھر مسلم لیگ کیمبلپور کی رپورٹ ہے کہ ان کا اجلاس ہوا اور انہیں مولوی نورالدین قادیان کی تجویز سے اتفاق ہے۔اسی طرح مسلم لیگ فیروز پور کی رپورٹ ہے کہ فیروز پور کے مسلمانوں نے ایک جلسہ کیا اور اس میں قرارداد پیش کی کہ جو میموریل مولوی نورالدین صاحب نے شہنشاہ جارج پنجم کی طرف بھجوانے کے لئے لکھا ہے، وہ درست ہے اور ہمیں اس سے اتفاق ہے۔مسلم لیگ کی کلکتہ ، لکھنؤاور راولپنڈی کی شاخوں کی رپورٹیں اور بعض لوگوں کے تائیدی خطوط بھی محفوظ ہیں۔ان قراردادوں کے موصول ہونے کے بعد پنجاب اور یو پی مسلم لیگ کا اجلاس ہوا جس میں خلیفہ اول کی تجویز پیش ہوئی ۔ اس کاغذ کے اوپر تاریخ نہیں موجود۔ سب سے اوپر لکھا ہوا ہے

The proposal of Maulvi Hakim Nooruddin of Kadian for leave on Friday

اس کے نیچے لکھا ہوا ہے کہ سب ممبران نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ان ممبران میں میاں محمد شفیع صاحب اور میاں فضلِ حسین صاحب کے نام بھی شامل ہیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے اجلاس میں حضرت خلیفہ اولؓ کی تجویز پیش کی گئی:

جب آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے اجلاس میں خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تجویز پیش ہوئی تو اس اجلاس کے ایجنڈے میں اس کا نمبر 3 تھا۔ اس کے بارے میں رپورٹ میں لکھا ہے۔

ترجمہ: اس کے بعد مولوی حکیم نورالدین صاحب آف قادیان کی تجویز کہ حکومت کے مسلمان ملازمین کو جمعہ کی نماز کے لئے دو گھنٹے کی رخصت دی جائے بحث کے لئے پیش کی گئی۔ نواب وقار الملک نے کہا کہ اگر کوئی میموریل پیش کیا جانا ہے تو اس میں یہ درخواست کرنی چاہیے کہ نمازِ ظہر کے لئے آدھے گھنٹے کی رخصت ملے۔۔۔۔(آگے کچھ لفظ مٹے ہوئے ہیں)۔یہ قرارداد پیش ہوئی اور متفقہ طور پر منظور کر لی گئی۔

بہر حال آل انڈیا مسلم لیگ نے اس سلسلہ میں قرارداد یں منظور کیں اور کوشش بھی کی تو بنگال اور کئی دوسرے صوبوں میں مسلمانوں کے لئے نمازِ جمعہ کی غرض سے رخصت ملنے لگی ۔جماعتی لٹریچر میں تو اس میموریل کا ذکر موجود تھا لیکن مسلم لیگ کے ریکارڈ سے کئی نئی تفصیلات معلوم ہوئی ہیں ۔ اب تک کے جائزے کے مطابق یہ پہلی مرتبہ تھا کہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر مسلمانوں کی مذہبی آزادی کے حوالے سے آواز اُٹھائی گئی ہو۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
ONLINE EDITION
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ارشد محمود۔اسکاٹ لینڈ

سالانہ امن کانفرنس ۔ڈنڈی اسکاٹ لینڈ

مورخہ 18جنوری 2020ء بروز ہفتہ کو جماعت احمدیہ ڈنڈی نے اپنی سالانہ امن کانفرنس (New Year Dinner) کا انعقاد کیا۔ ہر سال کی طرح مقامی اسکاٹش مسلم و غیر مسلم احباب کو بھی نئے سال کی خوشی میں مدعو کیا گیا۔ اس کانفرنس کا اہتمام مسجد بیت المحمود ڈنڈی کے ہال میں شام چار بجے کیا گیا تھا اور اس کانفرنس کا موضوع تھا"عالمی امن کے قیام میں اسلام احمدیت کا کردار"۔ مسجد کی لائبریری میں قرآنِ کریم اور جماعت کی دوسری کتب کی ایک نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا تھا ۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم اور انگریزی ترجمہ سے ہوا۔ جماعت کے تعارف پر مشتمل ایک مختصر ویڈیو دکھائی گئی ۔

اس کانفرنس کے مہمانِ خصوصی مولانا طاہر سلبی مبلغ انچارج نارتھ ایسٹ ریجن نے اپنا اختتامی خطاب کیا جس میں آپ نے تفصیل سے ذکر کیا کہ جنگوں نے عالمی امن کو تباہ وبرباد کیاہے۔ ان جنگوں نے انسانی نفسیات پر تباہ کن اثرات چھوڑے ہیں نیز ان لڑائیوں کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ اسلام امن کا پیغام دیتا ہے جسے ہمارے امام جماعت نے اپنے خطابات میں واضح کیاہے۔ اسلام کا مطلب ہی فرمانبرداری اور امن ہے اور اس کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کی طرف جھکیں۔ اسلام کی پُرامن تعلیم پر عمل کرکے ہی ہم ایک مثالی معاشرے کا قیام کرنے میں اپنا اہم کردارادا کرسکتے ہیں۔ اس تقریر کو سب مہمانوں نے نہایت غور سے سُنا اور اسلام احمدیت کی پُر امن تعلیم سے بہت متاثر ہوئے اوراسی موضوع پر مختلف سوالات بھی کئے جن کے جواب پینل میں موجود علمائے کرام، سیاست دانوں اور اسکاٹش پولیس کے چیف نے دئے۔

آخر میں مقامی کونسلر مسٹر مارک فلین نے سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور کہا ہے انہوں نے اسلام کے بارے میں آج کافی کچھ نیا سیکھا ہے۔ اس کانفرنس میں 8 غیر مسلم مہمانوں نے شرکت کی جنہیں شام کا کھانا پیش کیا گیا۔

خالد یزدانی

جو ہجرت کی تو دل اپنا پُرانے گھر میں چھوڑ آئے

عبدالکریم قدسی کی شگفتہ شاعری

شاعری بھی قدرت کا عطیہ ہے ،اردو پنجابی شاعری میں جنہوں نے اپنی قادرالکلامی سے ماہ و سال میں اپنی صلاحیتوں کو منوایا،ان میں امریکہ میں مقیم شاعر عبدالکریم قدسی کا نام بھی سرفہرست ہے وہ پنجابی کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں بھی غزلیں ، نظمیں لکھتے چلے آرہے ہیں۔ایک دور تھا جب لاہور میں ہونے والے طرحی اور غیر طرحی مشاعروں میں وہ باقاعدگی سے شرکت کیا کرتے تھے۔یہ وہ دور تھا جب طالب حسین طالب،غلام محی الدین نظر،یونس حسرت امرتسری،امان اللہ نیّرشوکت، زاہد الحسن زاہد،افضال عاجز،اُفق دہلوی بھی شعر و ادب کی دنیا میں داد سمیٹ رہے تھے۔ان میں یونس حسرت امرتسری نے بھی اساتذہ فن سے سیکھا، چند ہفتے قبل عبدالکریم قدسی کا فون آیا کہ مجھے جرمنی میں مقیم شاعر ادیب اور محقق حیدر قریشی کے ذریعے آپ کا نمبر ملا۔سچی بات ہے کہ قدسی صاحب سے چار دہائیوں سے زیادہ عرصہ سے شناسائی ہے۔ان کے ساتھ کئی ادبی محفلوں میں جانے کا بھی موقع ملا۔ان دنوں قدسی اور دیگر احباب ہر شام ملت اور ہر ہفتے کسی نہ کسی شعری نشست میں بھی شرکت کرتے تھے۔بعد ازاں وقت جیسے جیسے تیز رفتار ترقی کرتا چلا گیا،مگر ادبی محفلیں کم کم ہونے لگیں۔ورنہ ان دنوں لاہور میں کبھی واصف علی واصف نابعہ روڈ پر ڈاکٹر تبسم رضوانی الشجر بلڈنگ نیلا گنبد اور عبدالرشید تبسم اداراہ ادب کے تحت ماڈل ٹاؤن میں باقاعدگی سے مشاعروں کا انعقاد کرتے رہے ۔اسی طرح پاک ٹی ہاؤس ، چائیزلنچ ہوم، نگینہ بیکری میں بھی سرشام اہل قلم اکٹھے ہوتے،اسی طرح رائٹر گلڈ پنجاب کے منٹگمری روڈ آفس میں بھی حبیب کیفوی اور ان کے بعدڈاکٹر رشید انور،لاہور سے ہی نہیں گردو نواح سے بھی شاعر ادیب آیا کرتے تھے۔آج جب واٹس ایپ پر عبدالکریم قدسی کی آواز سنی تو پرانے دن یاد آگئے۔دوران گفتگو پرانے دوستوں کا ذکر ہوا تو میں نے قدسی صاحب کو بتایا کہ یونس حسرت امرتسری بھی گزشتہ سال طویل علالت کے بعد ان جہان فانی سے رخصت ہوگئے تو اگلے روز انہوں نے تین قطعات لکھ کر مجھے بھجوائے،آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

خبر سنائی آج خالد یزدانی نے
دوست یونس حسرت چلا گیا ہے
ایک پیارا دوست ، پیارا شاعر تھا وہ
چھوڑ کے ہم کو سوئے جنت چلا گیا ہے
وابستہ تھیں نصف صدی کی یادیں اس سے
کسی بھی صورت اسے بھلا نہ پائیں گے ہم
اپنوں بیگانوں سے محفل سجی رہے گی
اس جیسا جیدار کہاں سے لائیں گے ہم
بانی رکن تھا وہ "بزم تقدس ادب" کا
ساغر صدیقی کا بہت چہیتا تھا وہ
دیکھا جاتا تھا وہ عزت کی نظروں سے
خود بھی دل سے سب کی عزت کرتا تھا وہ

عبدالکریم قدسی کا نواسہ ایفان احمد جو صرف تین گھنٹے کے لئے دنیا میں آیا اور پھر مالک حقیقی کے پاس چلا گیا اس پر انہوں نے اپنے دل کے تاثرات کو اس طرح رقم کیا۔

ٹکڑا جگر کا خود سے جدا کر کے آگئے
ایفان کو سپرد خدا کر کے آگئے
اک چاند دفن کر دیا اندر زمین کے
واجب تھا ایک فرض ادا کر کے آگئے
ارماں کے پھول دھوپ میں مرجھا کے رہ گئے

خوشبو کو آنسوؤں سے وداع کر کے آگئے
آنسو بہاتے، ننھے فرشتے کے ساتھ ساتھ
جنت کے راستوں کا پتا کر کے آگئے
تھی آرزو کہ عید منائیں گے شوق سے
لیکن نماز اشک قضا کر کے آگئے
ننھے دیئے کو مٹھی کے اندر جلا دیا
یوں ظلمتوں میں ایک ضیاء کر کے آگئے
قدسیؔ ہوئی نہ ننھے مسافر سے کوئی بات
اور کپکپاتے ہونٹ دعا کر کے آگئے

خوش آمدید پر عبدالکریم قدسی کی نظم ملاحظہ ہو۔

طبیعت کو خوش آمدید کہنا اچھا نہیں لگتا
منافع بخش سودا ہے مگر اچھا نہیں لگتا
جو ہجرت کی تو دل اپنا پرانے گھر میں چھوڑ آئے
سو اب اچھے سے اچھا بھی ہو گھر اچھا نہیں لگتا
مجھے اپنی نگاہوں ، زور بازو پر بھروسہ ہے
مگر پھر بھی اندھیروں کا سفر اچھا نہیں لگتا
پھلوں پھولوں کی خوشبو سے اگرچہ ہو لدا لیکن
پرندوں سے جو ہو خالی شجر اچھا نہیں لگتا
ہمیں تو صبر کی تعلیم ہے تلقین ہے ورنہ
یقین جانو ہمیں خوف و خطر اچھا نہیں لگتا
فسادوں کے لئے مُلّا کو سر درکار ہیں لیکن
اسے وقت شہادت اپنا سر اچھا نہیں لگتا
یہ بہتر ہے کہ اپنے آشیانے میں رہوں بیٹھا
اڑوں میں مانگ کر اوروں کے پَر اچھا نہیں لگتا
مجھے ایسے خیالوں کا سفر اچھا نہیں لگتا

دیارِ غیر میں بھی عبدالکریم قدسی نے قلم سے ناطہ قائم رکھا اور اس کی شاعری میں وہی تازگی،شگفتگی ہے جو اس کا خاصا رہی ہے۔اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ۔ (ندائے ملت 8فروری 2020ء)

سحر و افطار

20فروری2020ء	سحر	افطار
مکہ مکرمہ	05:34	18:20
مدینہ منورہ	05:36	18:18
لندن	05:16	17:26
قادیان	05:44	18:18
ربوہ	05:24	17:58